السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے درمیان ایک اہم مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ اس معاملے میں آپ سے رجوع کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسجد کو سیاسی اغراض ومقاصد کےلیے استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو اس کے کیا دلائل ہیں اور اگر نہیں تو اس کی کیا توجیہ ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عہد نبوی میں مسجد مسلمانوں کی تمام سرگرمیوں کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ یہ محض عبادت اور نماز کی جگہ نہیں تھی بلکہ جس طرح نماز کےلیے مسجد عبادت گاہ تھی اسی طرح حصول علم کےلیے یونیورسٹی، ادبی سرگرمیوں کےلیے اسٹیج، مشاورتی امور کےلیے پارلیمنٹ اور باہمی تعارف کی خاطر نقطہ ملاقات کا کام دیتی تھی۔ عرب کے دور دراز علاقوں سے وفود آتے تو مسجد ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا انتظام ہوتا اور تمام دینی، معاشرتی اور سیاسی تربیت کےلیے آپ مسجد ہی میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دین اور سیاست علیحدہ علیحدہ چیز نہیں تھی جیسا کہ آج تصور کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینی مسائل کے حل کےلیے اور سیاسی مسائل سے نبرد آزما ہونے کےلیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس الگ الگ مراکز نہیں تھے۔ دونوں طرح کے مسائل مسجد ہی میں نمٹائے جاتے تھے۔

عہد نبوی کی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین کے عہد میں بھی مسجد مسلمانوں کی تمام دینی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ نامزد ہونے کے بعد اپنا پہلا سیاسی خطبہ مسجد ہی میں دیا تھا، جس میں انھوں نے اپنی سیاست کے خدوخال بیان فرمائے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نےاپنے خطبہ میں فرمایا تھا "اے لوگو!میں تمہارا خلیفہ مقرر کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں سب سے بہتر شخص نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے حق پر دیکھو تو میری مدد کرو اور اگر باطل پر پاؤ تو مجھے سیدھا کردو۔" اسی مسجد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا پہلا سیاسی خطبہ دیا تھا اور فرمایا تھا ''اے لوگو! تم میں سے جو شخص مجھ میں کجی دیکھے تو اسے چاہیے کہ مجھے سیدھا کردے۔" کسی شخص نے دوران خطبہ برملا کہا کہ باخدا اگر ہم نے آپ کے اندر کوئی کجی پائی تو تلوار کی دھار پر آپ کو سیدھا کردیں گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ شکر ہے اللہ کا جس نے عمر کی رعایا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے ہیں جو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلوار کی دھار پر سیدھا کرسکتے ہیں۔ یہ رول ہوا کرتا تھا مسجدوں کا اس زمانے میں جب مسلمانوں کو عروج حاصل تھا۔ لیکن جب اُمت مسلمہ میں انحطاط اور زوال کا دور شروع ہوگیا اور مسلم معاشرہ پسماندگی کا شکار ہوگیا تو مسجدوں نے بھی اپنا ہمہ جہت رول کھودیا، وہ صرف نمازوں تک محدود ہو کر رہ گئیں اور جمعہ کے خطبے بے جان اور بے اثر ہوگئے۔

مجھے نہیں معلوم کہ سیاست کو اس قدر غلیظ اور بدنام کیوں تصور کیا جاتا ہے حالانکہ سیاست باحیثیت علم نہایت سنجیدہ اور اعلیٰ وارفع علم ہے۔ سیاست بذات خود نہ گندگی ہے اور نہ جرم، لیکن جس سیاست میں اچھے بُرے کی تمیز نہ ہو اور مقصد حاصل کرنے کےلیے جائز وناجائز ہتھکنڈے اختیار کیے جائیں وہ سیاست اپنے غلط طریقے کار کی وجہ سے یقیناً گندی سیاست ہے۔ رہی وہ سیاست جس کا مقصد کار ہائے حکومت کو اس طرح انجام دینا ہو کہ معاشرے میں ظلم وفساد کی سرکوبی ہو۔ مصالح عامہ کی بازیابی ہو اور معاشرے میں عدل وانصاف کا قیام ہو تو یقیناً ایسی سیاست ہمارے دین کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور اس اہم حصے کی انجام دہی کےلیے مسجدوں کو ان کے فعال کردار سے محروم کرنا زبردست غلطی ہوگی۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہمارا دین ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس میں عقیدہ بھی ہے، عمل صالح بھی اور عمل صالح کی طرف لوگوں کو بلانا بھی۔ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا اور بُری باتوں سے خبردار کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنّاسِ تَأمُرونَ بِالمَعروفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ وَتُؤمِنونَ بِاللَّهِ ۝١١٠ ... سورة آل عمران

''تم وہ بہترین امت ہو جسے انسانوں کی خاطر نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

حدیث شریف ہے:

(الدِّينُ النَّصِيحَةُ "(مسلم"

''دین نام ہے اس کا کوئی لوگوں کو نصیحت کی جائے اور انھیں بھلی بات بتائی جائے۔''

قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ جن قوموں نے اس فریضے کی طرف سے غفلت برتی وہ اللہ کے نزدیک ملعون قرار پائی۔

لُعِنَ الَّذينَ كَفَروا مِن بَنى إِسرٰءيلَ عَلىٰ لِسانِ داوۥدَ وَعيسَى ابنِ مَريَمَ ذٰلِكَ بِما عَصَوا وَكانوا يَعتَدونَ ۝٧٨ كانوا لا يَتَناهَونَ عَن مُنكَرٍ فَعَلوهُ لَبِئسَ ما كانوا يَفعَلونَ ۝٧٩ ... سورة المائدة

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سر کش ہوگئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انھوں نے ایک دوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ بڑا بُرا عمل تھا جو وہ کر رہے تھے۔''

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس اہم دینی فریضے کی ادائی میں مساجد کا بھی رول ہو اور اس عظیم الشان پلیٹ فارم سے لوگوں کی سیاسی اور فکری تربیت کا عمدہ انتظام ہو۔ ضرورت اسی بات کی ہے کہ اس عظیم منبر سے مسلمانوں کو ان کے دینی، سیاسی اور ملی مسائل سے آگاہ کیا جائے اور ان مسائل کا حل پیش کیا جائے۔

مجھے یاد ہے کہ 1956ء میں جب مصر پر دشمنوں نے حملہ کیا تھا تو وزارت اوقاف کی طرف سے مجھے حکم ملا تھا کہ میں قاہرہ کی ایک بڑی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ دوں اور لوگوں میں دشمنوں کے خلاف جذبوں اور حوصلوں کا اضافہ کروں۔ وقت کا شدید تقاضا تھا کہ میں اس منبر کو سیاسی اور جنگی مسائل پر خطبہ دینے کے لیے استعمال کروں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے خاطر خواہ مفید نتائج برآمد ہوئے۔ حالانکہ خود مصری حکومت نے اس سے قبل مجھ پر ہر قسم کی تدریسی و تقریری پابندی لگا رکھی تھی۔

مسجدوں میں ایسے خطبے بھی دیے جاسکتے ہیں جن میں حکومت کی غلط اور غیر مفید پالیسیوں پر تنقید کی جائے اور اربابِ حکومت کو ان کی کوتاہیوں سے آگاہ کیا جائے بشرطیہ کہ ان خطبوں میں نام لے کر کسی خاص شخص کو لعن طعن کرنے سے پرہیز کیا جائے اور ان تمام باتوں سے اجتناب کیا جائے، جو شرعی حدود سے تجاوز کرتی ہوں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسجدوں کے خطبے اصلاح معاشرہ اور اقامت شریعت کے لیے ہوتے ہیں اس لیے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کہ برسرِ اقتدار پارٹی یا اپوزیشن پارٹی محض اپنی سیاست چمکانے یا سیاسی پروپگنڈہ کے لیے مسجدوں کو استعمال کریں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

ارکانِ اسلام اور عبادات، جلد: 2، صفحہ: 79

محدث فتویٰ